# استقلال سے کام کرنے کی ضرورت

(فرمودہ ۷/ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

گو ڈیڑھ مہینہ کی قادیان سے غیر حاضری کے بعد بہت سے ایسے مسائل تھے جن کے متعلق تفصیل سے آج کے خطبہ میں بیان کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن غالبا" موسم کی تبدیلی کی وجہ سے کیونکہ شملہ میں نہایت ٹھنڈا موسم تھا مگر یہاں اچھا خاصا گرم۔ چونکہ میری طبیعت کمزور ہے اور بعض اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے بجائے جمعہ کے خطبہ میں ان امور کو بیان کرنے کے ان امور پر تحریرا اپنے خیالات ظاہر کروں گا۔ سردست مختصر الفاظ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

عبادات میں سے بہتر عبادت وہ ہے جو کہ دوام کے ساتھ اختیار کی جائے۔ رسول کریم ﷺ نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ عبادت میں غلو کرتے ہیں روزے اتنے رکھتے ہیں جو کہ انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ راتوں کو عبادت کے لئے اتنا جاگتے ہیں جو کہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ عبادت اتنی کرتے ہیں جو کہ عام انسانی طاقت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کو یہ طریق پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی طریق پسند ہے جو ہمیشہ نبھایا جا سکے۔ دراصل استقلال سے جو کام کیا جاتا ہے وہی نفع بخش ہوتا ہے۔ دنیا میں ہی دیکھ لو ایک طالب علم اگر ۲۴ گھنٹے بیٹھا پڑھتا رہے۔ اور پھر ایک ہفتہ ناغہ کرے تو کبھی کامیاب نہیں ہو گا۔ لیکن ایسا طالب علم جو روزانہ چھ سات گھنٹے پڑھتا ہے۔ اور باقی وقت میں سیرو تفریح کرتا ہے۔ آرام کرتا ہے' سوتا ہے۔ وہ کامیاب ہو جائے گا۔ پس ہر کام جو ایک حد تک استقلال سے کیا جائے۔ اس میں کامیابی حاصل

ہوتی ہے۔ لیکن جن باتوں کو انسان جوش میں آکر کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے ان کے اثرات مٹ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانی قلب اور دماغ ایک وقت میں ایک حد تک ہی کسی چیز کو جذب کر سکتا ہے انسانی قلب و دماغ کی مثال کھیت کی سی ہے کسان کبھی یہ نہیں کر سکتے کہ کھیت کو ایک ہی دفعہ چھ سات دفعہ کا پانی دے لیں۔ مثلاً گنا بویا ہے تو کبھی یہ نہیں کیا جائے گا کہ چھ سات دفعہ پانی دینے کی بجائے ایک ہی دفعہ اکٹھا پانی دے لیا جائے۔ اور سمجھ لیا جائے کہ اتنے انچ پانی دینا ہے۔ ایک ہی دفعہ کیوں نہ سارا دے لیا جائے۔ یا کوئی کہے ہفتہ بھر کا کھانا ایک ہی دفعہ کھالوں۔ تو یہ بھی نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ کا کھایا ہوا کھانا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو تین دن تک بھی کافی نہیں ہو سکتا۔ دو دن تک بھی نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ تیسرے وقت بھوک لگ جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ معدہ جتنا کھانا جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہو گا اتنا جذب کر لے گا اور باقی کو فضلہ کے طور پر خارج کر دیگا۔ یہی حال انسانی دماغ کا ہے۔ ایک ہی وقت میں علم و عرفان و روحانیت کی ساری باتیں کبھی اس میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ ایک وقت میں دماغ اتنی ہی باتیں جذب کرے گا جتنی اس کی طاقت ہو گی۔ اور باقی کو اصلی شکل میں یا فضلہ کے طور پر نکال دیگا۔ اور اس طرح وہ باتیں ضائع جائیں گی پس تمام کام استقلال اور آہستگی سے ہی ہوتے ہیں۔ اور جو اس طریق کو اختیار کرتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ میں نے مسلمانوں کی افسوسناک حالت کو دیکھتے ہوئے چند تجاویز اپنی جماعت کے دوستوں اور دوسرے مسلمانوں کے سامنے پیش کی تھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ سب لوگوں کو ان کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ شیعہ۔ سنی۔ وہابی اور دوسرے اسلامی فرقوں کے لوگوں نے ان کی طرف توجہ کی۔ اور بعض علاقوں میں ستر۔ اسی۔ نوے فیصدی لوگوں نے توجہ کی۔ دور دور کے ایسے علاقے جہاں اردو زبان نہیں سمجھی جاتی۔ اور جہاں کے لوگوں کو اپنی باتوں سے آگاہ کرنے کے ذرائع مسدود ہیں۔ ان میں بیشک کم توجہ ہوئی۔ لیکن یہ مجبوری کی وجہ سے تھی ورنہ جہاں جہاں آواز پہنچی۔ وہاں کے لوگوں نے اچھی طرح توجہ کی۔ لیکن صرف ایک وقت کسی بات کی طرف توجہ کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ بات کس قدر فائدہ بخش کیوں نہ ہو۔ ہمیشہ استقلال سے کسی بات پر عمل کرنا ہی مفید ہو سکتا ہے۔ اور جب تک استقلال سے عمل نہ کیا جائے کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ مثلاً میں نے ایک تحریک یہ کی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ اپنے ہاتھ میں سونٹا رکھیں۔ میری ہی تحریک نہ تھی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی تھی۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے بلا کر کہا تھا جب باہر جاؤ سونٹا ہاتھ میں رکھو۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ ہاتھ

میں چھڑی رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب گھر سے باہر نکلو کوٹ پہن کر نکلو صرف کرتا پہن کر نہ نکلو اور سونٹا ہاتھ میں رکھو۔ پھر جب بھی حضرت صاحب خود باہر جاتے ہمیشہ سونٹا ہاتھ میں رکھتے۔ حضرت صاحب سے زیادہ لڑائی جھگڑے سے بچنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ کا تو نام ہی امن کا شہزادہ تھا۔ اور آپ کے زمانہ کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ لڑائی مٹائی جائے گی۔ آپ چھڑی رکھتے تھے۔ مگر بعض نادان کہتے ہیں سونٹا رکھنے کی تحریک کرنا لڑائی کی تعلیم دینا ہے۔ اور وہ سونٹا پکڑتے ہوئے شرماتے ہیں۔ حالانکہ جس کے وہ مرید کہلاتے ہیں۔ اور جس کی پیروی میں نجات سمجھتے ہیں۔ اور جسے ہدایت کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کبھی بغیر سونٹا لئے گھر سے نکلا ہو۔ پھر آپ کا سونٹا زینت کا سونٹا نہ ہوتا تھا کہ پتلی سی چھڑی ہو۔ بلکہ کار آمد سونٹا ہوتا تھا (اپنے ہاتھ چھڑی دکھا کر) میں نہیں سمجھتا کبھی اس سے کم کسی نے آپ کے ہاتھ میں سونٹا دیکھا ہو۔ اتنا یا اس سے موٹا ہوتا تھا۔ میں نے آپ کے کہنے پر چھڑی رکھنی شروع کی اور اب اگر کسی وجہ سے بغیر چھڑی کے نکلوں تو گھبراہٹ اور بے چینی سی محسوس ہوتی ہے۔ مگر میں نے اس تحریک کے متعلق دیکھا ہے کہ بعض دوستوں نے تو توجہ کی مگر بہتوں نے نہیں کی۔ انہوں نے سمجھا یہ کرپان کے جواب میں کہا گیا ہے مگر ہمیں کرپان کا جواب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ جب تک سکھ کرپان نیام میں رکھتے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس کا جواب دیں۔ میں نے تو محض اس لئے تحریک کی تھی کہ اس طرح قدرتی طور پر جرات اور دلیری پیدا ہوتی ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے شروع شروع میں قادیان میں ساٹھ فی صدی لوگوں نے سونٹا رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اور اب آکر دیکھا۔ تو تین چار فی صدی رہ گیا ہے۔ اب بھلا سونٹے چھوڑ تلواریں اور بندوقیں بھی لئے پھرو تو مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں کیا تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں اگر کسی سے توپ اٹھائی جا سکے تو وہ توپ بھی اٹھا لے۔ اور سارے جنگ کے سامان اپنے اوپر لاد لے تو بھی اس طریق سے کوئی تغیر نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس کے مقابلہ میں اگر معمولی چھڑی بھی پانچ چھ سال رکھو تو آہستہ آہستہ جرات اور دلیری کے جذبات پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اسی طرح تمدنی اصلاح کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے ہر جگہ اس پر جوش دکھایا گیا ہے۔ مگر اب بعض جگہ سے رپورٹیں آرہی ہیں کہ لوگ سست ہو رہے ہیں۔ میں نے جہاں تک غور کیا ہے مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہی یہ ہے کہ ان میں استقلال نہیں رہا۔ اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کی اس بات کو بھلا دیا ہے کہ بہتر عبادت وہی ہے جس پر دوام اختیار کیا جا سکے۔ کسی عبادت پر جتنا زیادہ دوام اختیار کیا جا سکے اتنی ہی وہ بہتر

ہو گی۔ چند دن کوئی کام کرنے سے بھی نفع نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کچھ دن ساری ساری رات نوافل پڑھتے رہو۔ لیکن پھر چھ ماہ تک نوافل کے ساتھ ہی فرائض بھی چھوڑ دو تو قلب ایسا ہی زنگ آلود ہو جائے گا جیسا ایک کافر کا ہو گا۔ چھ ماہ تو بہت بڑا عرصہ ہے ایک دن فرائض ترک کرنے سے بھی ایمان سکڑ کر اتنا رہ جائیگا کہ جتنا کسی ادنےٰ درجہ کے مومن کا بھی نہیں ہو گا۔ پھر ایک دن بھی زیادہ ہے۔ میں تو کہتا ہوں اگر کوئی پورا ایک سال ساری ساری رات کھڑا رہ کر عبادت کرتا رہے۔ اور پھر ایک وقت کی نماز جان بوجھ کر سو جانے یا بھول جانے یا کسی آفت کے آجانے کی وجہ سے نہیں ارادتاً چھوڑ دے تو اس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ بات یہ ہے کہ استقلال ہی اصل چیز ہے جو نیکی پیدا کرتا ہے اور فاتح بناتا ہے۔ میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی بھی مسلمان دین کی خدمت سے پیچھے رہے۔ مگر کم از کم اپنی جماعت کے لئے تو یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ کوئی قومی۔ تمدنی اور دینی کام شروع کرے اور پھر چند دن کے بعد چھوڑ کے بیٹھ رہے۔ پس میں اپنی جماعت کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ استقلال سے کام کرے۔ اسی طرح میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جس طرح استقلال کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کامیابی کے لئے روپیہ خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے ریزرو فنڈ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر بہت کم لوگوں نے ادھر توجہ کی ہے۔ چند کو چھوڑ کر بہت ایسے ہیں جنہوں نے زبانی وعدے کئے مگر عملاً وہ ایسے ہی نکلے جیسے کہ انہوں نے وعدے نہ کئے تھے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ اور ایک زندہ قوم میں ایسی مثال ماتم کی بات ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے دوست سستی کو چھوڑ کر اپنے کام کی اہمیت کو سمجھیں گے۔ اور اس طرح کام کریں گے کہ تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچا سکیں۔ موجودہ زمانہ میں تو حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے وقت کا خیال رکھنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ مقابلہ ان اقوام سے ہے جن کے پاس آمد و رفت کے ذرائع بہت وسیع ہیں۔ اور وہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں حالات پر قابو پا سکتی ہیں۔ پہلے زمانہ میں تو یہ حال تھا کہ ایک شخص پیدل گھر سے نکل کھڑا ہوتا بھوکا پیاسا جنگل کی بوٹیاں کھا کر گزارہ کرتا اور تبلیغ کرتا جاتا تھا۔ مگر آج کون بے وقوف ہے جو اس طرح کرے۔ جتنی دیر میں اس طرح چل کر وہ کہیں پہنچے گا اتنے عرصہ میں وہاں کے لوگوں کو دوسرے پوری طرح گمراہ کر چکے ہونگے۔ مثلاً یہاں سے کوئی بنگال میں تبلیغ کرنے کے لئے پیدل روانہ ہو تو کم سے کم چھ ماہ میں وہاں پہنچے گا۔ اور پھر مجاہد نہ کہلائے گا کیونکہ وہ ریل کے ذریعہ وہاں جلدی پہنچ کر بہت کچھ کام کر سکتا تھا۔ پس وہ ذرائع جو اس وقت پیدا ہو چکے ہیں

ان کو چھوڑنا بے وقوفی ہے۔ اور جب دشمن ان کو استعمال کر رہا ہو تو ان کا چھوڑنا خود کشی ہے۔ جب تلواروں سے جنگ ہوتی تھی۔ اس وقت تلواروں سے جنگ کرنا موزوں تھا۔ مگر آج توپوں کے مقابلہ میں تلواروں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ خود کشی ہوگی۔

بخارا کے امیر کا واقعہ لکھا ہے کہ جب روس نے اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس نے علماء کو بلا کر مشورہ کیا کہ صلح کر لینی چاہئے۔ علماء نے کہا کافروں سے صلح کیسی۔ جنگ کرنی چاہئے۔ ہم آیتیں پڑھیں گے اور ان کو مغلوب کر لیں گے۔ اس پر مقابلہ کی تیاری ہوئی۔ اور علماء بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے والی لکڑیاں اور رسے لیکر نکل کھڑے ہوئے۔ اور وہ آیتیں جو ان کے نزدیک سحر کو دور کرنے والی تھیں۔ پڑھنی شروع کیں۔ لیکن جب روسیوں کی طرف سے گولہ باری ہوئی تو سحر سحر کرتے سارے بھاگ گئے۔

ہر زمانہ کے حالات کے مطابق مقابلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک زمانہ ایسا تھا جب پیدل چلنے والا تبلیغ کر سکتا تھا۔ جہاں تک اس کا بس چلتا۔ وہ کام کرتا۔ آگے دوسرے اس کام کو چلاتے۔ مگر اب دنوں مہینوں اور سالوں میں بڑے بڑے تغیرات ہو جاتے ہیں ریل ۔ تار۔ ہوائی جہاز۔ وائرلیس۔ ریڈیو نے انسانوں کو ایک دوسرے کے ایسا قریب کر دیا ہے کہ ہوشیار انسان ایک جگہ بیٹھا سب دنیا کو اپنی باتیں سنا سکتا ہے۔ جب ہم ولایت گئے۔ تو چاروں طرف سے شور پیدا ہو گیا اور جتنے عرصہ میں ہم ولایت سے واپس بھی آگئے۔ پرانے زمانہ میں اس سے چار گنا عرصہ میں کوئی ولایت کی زمین کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ اس وقت جہاں جہاں چار ماہ کے عرصہ میں اطلاع پہنچی۔ اور تیرہ آدمیوں نے جتنے عرصہ میں کام کیا۔ اگر تیرہ آدمی ساری عمر بھی خرچ کر دیتے تو اس کے ہزارویں حصہ تک بھی خبر نہ پہنچا سکتے۔

پس اس زمانہ میں جب کہ خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کے ذریعہ جلد سے جلد کام کیا جا سکتا ہے۔ تو یہ خیال کرنا کہ بغیر روپیہ کے کام ہو سکتا ہے۔ بے وقوفی ہے۔ یہ زمانہ ایسا ہے کہ مال سے ہی کام چل سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے یہ عہد لیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ عملی باتوں میں سے جس کا وعدہ لیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ ذاتی قربانی کوئی ہستی نہیں رکھتی جب تک اسے پھیلانے کے سامان نہ ہوں۔ اور وہ سامان روپیہ ہے۔ ایک آدمی خواہ کتنا ہی کام کرے دوسرا جو آجکل کے پیدا شدہ ذرائع سے کام

کر سکتا ہے۔ اتنا نہیں کر سکتا۔ پس ضروری ہے کہ ان ذرائع سے کام لینے کے لئے ایسا مستقل فنڈ قائم کیا جائے کہ تبلیغ کا کام جاری رہے۔ اور اس میں کسی وقت کمی نہ آئے۔ خدا کی قدرت ہے۔ جو بات ہمارے منہ سے نکلتی ہے۔ دوسرے بھی وہی اختیار کر لیتے ہیں میں نے اعلان کیا تھا کہ پچیس لاکھ ریزرو فنڈ قائم کیا جائے۔ اب سر عبدالرحیم نے بدایوں میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے تبلیغ کے کام کے لئے بیس سے تیس لاکھ تک کی رقم مستقل فنڈ کی چاہئے۔ گویا وہ آواز جو ہم نے بلند کی تھی دوسرے بھی اس کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔ پھر اگر اپنی جماعت کے لوگ بے توجہی برتیں تو کتنے افسوس کی بات ہے پس میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریکیں جو چلائی گئی ہیں۔ استقلال سے ان پر عمل کریں اور ریزرو فنڈ کو مضبوط کریں۔ کیونکہ جب تک مالی حالت کو مضبوط نہ کریں گے کام استقلال سے نہ کر سکیں گے۔

(الفضل ۱۴/ اکتوبر ۱۹۲۷ء)